

قَبَائِي حَدِيثٌ بَعْدَهُ يَوْمُونَ (قرآن)

لاَهُوَ

لَا

ماهُنَامَه

# محَلِّش

الْمَلِكِ

٩١٥/١٥

١٥

مَدِير:

حافظ عبد الرحمن بن دني

مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ - لَاهُور

# ماہنامہ محدث لاہور

## ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی      مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام **محدث** تھا - کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین و دانشور **حافظ عبدالرحمن مدنی** نے اس کا اجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے، واللہ الحمد!

**محدث** کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحب علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور لحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

## گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فنی شماره: ۲۰ روپے      زیر سالانہ: ۲۰۰ روپے      بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے **محدث** وصول کریں اور علمی و تحقیقی

مضامین سے استفادہ کریں۔      ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 035866476 / 3586639 - 042      موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر **محدث** پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com      www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

## اجرائے محدث کے مقاصد

✍ عناد اور تعصب قوم کیلئے زہر ہلا بل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

✍ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دُقیانوس بنانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

✍ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اُقدار کے منافی ہے!

لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

✍ تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالِحِ دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

✍ آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

✍ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

# ماہنامہ مہمات

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

# ماہنامہ محدث لاہور

رمضان شوال ۱۴۴۰ھ



قسط (۲)

رُتو عمل | اس ہجرت سے ملنے کے گھر گھر میں کہرام مچ گیا۔ کیونکہ قریش کے بڑے اور چھوٹے خاندانوں

ناشر: حافظ عبدالرحمن مدنی، طبع: چودھری رشید احمد، مطبع: مکتبہ جدید پریس ہم فاطمہ جناح لاہور  
ذریعہ سالانہ: ۱۵/ روپے، فی پرچہ: ۱/۵۰ روپے



میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کے چشم و چراغ ان مہاجرین میں شامل نہ ہوں، کسی کا بیٹا گیا تو کسی کا داماد، کسی کی بیٹی گئی تو کسی کا بھائی اور کسی کی بہن۔ ابو جہل کے بھائی سلیم بن ہشام اس کے چچا زاد بھائی ہشام بن ابی مزیفہ اور عیاش بن ابی ربیعہ، اور اس کی چچا زاد بہن حضرت ام سلمیٰ، ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ عقبہ کے بیٹے اور منہدہ جگر خور کے سگے بھائی ابو مزیفہ، سیل بن عمرو کی بیٹی سلمہ اور اسی طرح دوسرے سرداران قریش اور مشہور دشمنان اسلام کے اپنے جگر گوشے دین کی خاطر گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اسی لیے کوئی گھرنہ تھا جو اس واقعہ سے متاثر نہ ہوا ہو۔ بعض لوگ اس کی وجہ سے اسلام دشمنی میں اور سخت ہو گئے اور بعض کے دلوں میں اس کا ایسا اثر ہوا کہ آخر کار وہ مسلمان ہو کر رہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی اسلام دشمنی پر سب سے پہلی چوٹ اسی واقعہ سے لگی۔ ان کی ایک قریبی عزیزہ لیلی بنت ابی حشمہؓ کہتی ہیں کہ میں ہجرت کے لیے سامان باندھ رہی تھی اور میرے شوہر عامر بن ربیعہ کام سے باہر گئے ہوئے تھے اتنے میں عمرؓ آئے اور میری مشغولیت دیکھتے رہے کچھ دیر کے بعد کہنے لگے ”عبداللہ کی ماں جا رہی ہو؟“ میں نے کہا ”ہاں، خدا کی قسم تم لوگوں نے ہمیں بہت ستایا ہے۔ خدا کی زمین بڑی کھلی پڑی ہے۔ اب ہم کسی ایسی جگہ چلے جائیں گے جہاں خدا ہمیں چین دے۔“ یہ سن کر عمرؓ کے چہرے پر رقت کے ایسے آثار طاری ہوئے جو میں نے کبھی ان پر نہ دیکھے تھے اور بس یہ کہہ کر نکل گئے کہ ”خدا تمہارے ساتھ ہو“

ہجرت کے بعد قریش کے سردار سر جوڑ کر بیٹھے اور انہوں نے عبداللہ بن ابی ربیعہ (ابو جہل کے ماں جائے بھائی) اور عمرو بن العاص کو بہت سے قیمتی تحائف کے ساتھ حبش بھیجا تاکہ یہ لوگ کسی نہ کسی طرح نجاشی کو اس بات پر راضی کر دیں کہ وہ ان مہاجرین کو مکہ واپس بھیج دے۔ اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے جو خود مہاجرین حبشہ میں شامل تھیں، یہ واقعہ بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ قریش کے یہ دونوں ماہر سیاسیات سفیر ہمارے تعاقب میں حبش پہنچے۔ پہلے انہوں نے نجاشی کے اعیان سلطنت میں خود ہیرے تقسیم کیے۔ سب کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ مہاجرین مکہ کو واپس کرنے کے لیے نجاشی پر بالاتفاق زور دیں گے۔ پھر نجاشی سے ملے اور اسے بیش قیمت نذرانے دینے کے بعد کہا کہ ہمارے شہر کے چند نادان لوندے بھاگ کر آپ کے ہاں آگئے ہیں اور قوم کے اشراف نے ہمیں آپ کے پاس ان کی واپسی کی درخواست کرنے کے لیے بھیجا ہے یہ لڑکے ہمارے دین سے نکل گئے ہیں اور آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں بلکہ انھوں نے ایک نرالا دین نکال لیا ہے۔ ان کا کلام ختم ہوتے ہی دربار ہر طرف سے بولنے لگے کہ ایسے لوگوں کو ضرور واپس کر دینا چاہئے ان کی قوم کے لوگ زیادہ باتیں ہیں کہ ان میں عیب کیا ہے انھیں رکھنا ٹھیک نہیں ہے۔ مگر نجاشی نے بگڑ کر کہا کہ ”اس طرح تو میں انھیں حوالے

نہیں کروں گا، جن لوگوں نے دوسرے ملکوں کو چھوڑ کر میرے ملک پر اعتما کیا اور یہاں پناہ لینے کے لیے آئے اُن سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔ پہلے میں انہیں بلا کر تحقیق کروں گا کہ یہ لوگ ان کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے۔“ چنانچہ نجاشی نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آج دربار میں بلا بھیجا۔

**نجاشی کے دربار میں** | نجاشی کا پیغام پا کر سب مہاجرین یکجا ہوئے اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ باؤشاہ کے سامنے کیا کہنا ہے۔ آخر سب نے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے ہم تو دوسری بے کم و کاست پیش کریں گے۔ عہدہ نجاشی ہمیں نکال دے یا رکھے۔ دربار میں پہنچے تو چھوٹتے ہی نجاشی نے سوال کیا کہ تم لوگوں نے کیا کیا کہ اپنی قوم کا دین بھی چھوڑا اور میرے دین میں بھی داخل نہ ہوئے نہ دنیا کے دوسرے ادیان ہی میں سے کسی کو اختیار کیا؟ آخر یہ تمہارا پناہ دین ہے کیا؟ اس پر مہاجرین کی طرف سے جعفر بن ابی طالب نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عرب کی دینی، اخلاقی و معاشرتی خرابیوں کو بیان کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر کر کے بتایا کہ آپ کیا تعلیمات پیش فرماتے ہیں، پھر ان مظالم کا ذکر کیا جو آنحضرت کی پیروی کرنے والوں پر قریش کے لوگ ڈھارسے تھے اور اپنا کلام اس بات پر ختم کیا کہ دوسرے ملکوں کی بجائے ہم نے آپ کے ملک کا رخ اس امید پر کیا ہے کہ یہاں ہم پر ظلم نہ ہوگا۔“

نجاشی نے تقریر سن کر کہا کہ ذرا مجھے وہ کلام سناؤ، جو تم کہتے ہو کہ خدا کی طرف سے تمہارے نبی پر اتنا ہے۔ حضرت جعفر نے جواب میں سورہ مریم کا وہ ابتدائی حصہ سنایا جو حضرت عیسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہا السلام سے متعلق ہے۔ نجاشی اس کو سنتا رہا اور روتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی۔ جب حضرت جعفر نے تلاوت ختم کی تو اس نے کہا: ”یقیناً یہ کلام اور جو کچھ عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے دونوں ایک ہی سرچشمے سے نکلے ہیں۔ خدا کی قسم میں تمہیں ان لوگوں کے حوالے نہیں کروں گا۔“

دوسرے روز عمرو بن العاص نے نجاشی سے کہا کہ ذرا ان لوگوں کو بلا کر یہ تو پوچھیے کہ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں ان کا عقیدہ کیا ہے؟ یہ لوگ ان کے متعلق ایک بُری بات کہتے ہیں۔ نجاشی نے پھر مہاجرین کو بلا بھیجا۔ مہاجر کو پہلے عمرو کی چال کا علم ہو چکا تھا۔ انھوں نے جمع ہو کر پھر مشورہ کیا کہ اگر نجاشی نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا تو کیا جواب دے؟ موقع بڑا نازک تھا اور سب پریشان تھے مگر پھر بھی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ کیا کہ جو کچھ ہوتا ہے ہو جائے ہم تو وہی بات کہیں گے جو اللہ نے فرمائی اور اللہ کے رسول نے سکھائی۔ چنانچہ جب یہ لوگ دربار میں گئے تو نجاشی نے عمرو بن العاص کا پیش کردہ سوال اُن



کے سامنے دوہرایا تو جعفر بن ابی طالب نے اٹھ کر بلا تامل کہا ”هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَرُوحَهُ وَكَلِمَتُهُ الْقَاهَاةُ الْمُرِيدَةُ الْعِزَّاءَ الْبِتَوَلَّ“ ”وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کی طرف سے ایک روح اور ایک کلمہ ہیں جسے اللہ نے کنزاری مریم پر اتقا کیا۔“ نجاشی نے سن کر ایک تنکا زمین سے اٹھایا اور کہا خدا کی قسم جو کچھ تم کہتے ہو عیسیٰؑ اس سے ایک تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں تھے۔ اس کے بعد نجاشی نے قریش کے بھیجے ہوئے تمام ہدیے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ میں رشوت نہیں لیتا اور مہاجرین سے کہا کہ تم بالکل اطمینان سے رہو۔

مخالفین دعوت کی طرٹ سے مزاحمت پوری شدت اختیار کر چکی ہے۔ وہ نبی اور پیروان نبی کو اپنے درمیان برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں ان سے اب یہ امید باقی نہیں رہی ہے کہ تفہیم و تلقین سے راہِ راست پر آجائیں گے اب انھیں انجام سے خبردار کرنے کا موقع آگیا ہے جو نبیؐ کو آخری اور قطعی طور پر رد کر دینے کی صورت میں انھیں لازماً دیکھنا ہوگا۔

اس انجام کا آغاز ہجرت سے ہوا جس میں نبیؐ اس زمین کو چھوڑ دیا، جو دعوتِ حق کے لیے نجر ہو گئی تھی اور پھر آٹھ سال بعد اس میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔

کئی دور کے آخری تین چار سالوں میں یثرب میں اسلام کی شعاعیں مسلسل پہنچ رہی تھیں اور وہاں کے لوگ متعدد وجوہ سے عرب کے دوسرے قبیلوں کی بہ نسبت زیادہ آسانی کے ساتھ اس روشنی کو قبول کرتے جا رہے تھے آخر کار نبوت کے بارہویں سال حج کے موقع پر وہ، نفوس کا ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی تاریکی میں ملا اور اس نے نہ صرف یہ کہ اسلام قبول کیا بلکہ آپؐ اور آپ کے پیروں کو اپنے شہر میں جگہ دینے پر بھی آمادگی ظاہر کی۔ یہ اسلام کی تاریخ میں ایک انقلابی موقع تھا، جسے خدا نے اپنی عنایت سے فراہم کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھا کر پکڑ لیا۔ اہل یثرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محض ایک پناہ گزین کی حیثیت سے نہیں بلکہ خدا کے نائب اور اپنے امام و فرمانروا کی حیثیت سے بلارہے تھے اور اسلام کے پیروں کو ان کا بلکاؤ اس لیے نہ تھا کہ وہ ایک اجنبی سرزمین میں محض مہاجر ہونے کی حیثیت سے جگہ پالیں بلکہ مقصد یہ تھا کہ عرب کے مختلف قبائل اور خٹوں میں جو مسلمان منتشر ہیں۔ وہ یثرب میں جمع ہو کر اور یثربی مسلمانوں سے مل کر ایک منظم معاشرہ بنالیں۔ اس طرح یثرب نے دراصل خود اپنے آپ کو نیت الاسلام کی حیثیت سے پیش کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول کر کے عرب میں پہلا دارالاسلام بنالیا۔

عرب کو چینج اس پیش کش کے معنی جو کچھ تھے اس سے اہل مدینہ ناواقف نہ تھے۔ اس کے ساف معنی

سینے کے ایک چھوٹا سا قصبہ اپنے آپ کو پورے ملک کی تلواروں اور معاشی و تمدنی بائیکاٹ کے مقابلہ میں پیش کر رہا تھا۔ چنانچہ بیعت عقبہ کے موقع پر رات کی اس مجلس میں اسلام کے ان مددگاروں (انصار) نے اس نتیجہ کو خوب اچھی طرح جان لو جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا۔ عین اس وقت جب کہ بیعت ہو رہی تھی یثربی وفد کے ایک نوجوان رکن اسد بن زرارہؓ نے جو پورے وفد میں سب سے کم سن شخص تھا اٹھ کر کہا:

”مٹھرو! اہل یثرب! ہم لوگ ان کے پاس آئے ہیں تو یہ سمجھتے ہوئے آئے ہیں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور انہیں یہاں سے نکال کر لے جانا تمام عرب سے دشمنی مول لینا ہے اس کے نتیجہ میں تمہارے نو نال قتل ہوں گے اور تلواریں تم پر برسیں گی لہذا اگر تم اس کو برداشت کرنے کی طاقت اپنے اندر پالتے ہو تو ان کا ہاتھ پکڑو اور اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور اگر تمہیں اپنی جانیں عزیز ہیں تو پھر چھوڑ دو اور صا صا عذر کرو۔ کیونکہ اس وقت عذر کر دینا خدا کے نزدیک زیادہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔“

اس بات کو وفد کے ایک دوسرے شخص عباس بن عبد وہ بن نضکہ نے دہرایا:

”جانتے ہو اس شخص سے کس چیز پر بیعت کر رہے ہو؟ (آدازیں، ٹال ہم جانتے ہیں)۔ مگر تم اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے دنیا بھر سے لڑائی مول لے رہے ہو۔ پس اگر تمہارا خیال یہ ہو کہ جب تمہارا مال تباہی کے اد تمہارے اثرات ہلاکت کے خطرے میں پڑ جائیں تو تم اسے دشمنوں کے حوالے کر دو گے تو بہتر ہے آج ہی اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ خدا کی قسم یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہے اور اگر تمہارا ارادہ یہ ہے کہ جو بلا و آثم اس شخص کو دے رہے ہو اس کو اپنے اموال کی تباہی اور اپنے اثرات کی ہلاکت کے باوجود نباہ کر سکو گے تو بیشک اس کا ہاتھ تمام لوگ خدا کی قسم یہ دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔“

اس پر تمام وفد نے بالاتفاق کہا ”ترجمہ ہم اسے لے کر اپنے اموال کی تباہی اور اپنے اثرات کی ہلاکت میں ڈالنے کے لیے تیار ہیں“ تب وہ مشہور بیعت واقع ہوئی جسے تاریخ میں بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں۔

دوسری طرف اہل مکہ کے لیے یہ معاملہ جو معنی رکھتا تھا۔ وہ بھی قریش کے لیے ہجرت کے نتائج

کو جن کی زبردست شخصیت اور غیر معمولی قابلیت سے قریش کے لوگ واقف ہو چکے تھے، ایک ٹھکانا میسر آ رہا تھا اور ان کی قیادت و رہنمائی میں پیروان اسلام بحسن و عزمیت و استقامت اور فدائیت کو بھی قریش ایک مدت تک آزما چکے تھے، ایک منظم جتنے کی صورت میں جمع ہوئے مہلت تھے۔ یہ پرانے نظام کے لیے موت کا پیغام تھا۔ نیز مدینہ جیسے مقام پر مسلمانوں کی اس طاقت کو جمع ہوتے دیکھ کر قریش کو مزید خطرہ یہ تھا کہ مین سے



شام کی طرف جو تجارتی شاہراہ ساحل بحر احمر کے کنارے کنارے جاتی تھی اور جس کے محفوظ رہنے پر قریش اور دوسرے بڑے بڑے مشرک قبائل کی معاشی زندگی کا انحصار تھا وہ مسلمانوں کی زو میں آجاتی تھی اور اس شہر رگ پر ہاتھ ڈال کر مسلمان نظام جاہلی کی زندگی دشوار کر سکتے تھے۔ صرف اہل مکہ کی وہ تجارت جو اس شاہ راہ کے بل پر چلتی تھی، ڈھائی لاکھ اشرفی سالانہ تک پہنچتی تھی۔ طائف اور دوسرے مقامات کی تجارت اس کے ماسوا تھی۔ قریش ان نتائج کو خوب سمجھتے تھے۔ جس مائت بیعت عقبہ واقع ہوئی اسی رات اس معاملہ کی پھینک اہل مکہ کے کانوں میں پڑی اور پڑتے ہی کھلبلی مچ گئی پہلے تو انہوں نے اہل مدینہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑنے کی کوشش کی۔ پھر جب مسلمان ایک ایک و رد کر کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو قریش کو یقین ہو گیا کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں منتقل ہو جائیں گے۔ اور وہ اس خطرے کو روکنے کے لیے آخری چارہ کا ر اختیار کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

**قتل کا منصوبہ** | یہ اس موقع کا ذکر ہے جب کہ قریش کا یہ اندیشہ یقین کی حد کو پہنچ چکا تھا کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینے چلے جائیں گے۔ اس وقت وہ آپس میں کہنے لگے کہ اگر یہ شخص مکہ سے نکل گیا تو پھر خطرہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے معاملہ میں آخری فیصلہ کرنے کے لیے دار الندوہ میں تمام رؤسائے قوم کا ایک اجتماع کیا اور اس پر باہم مشاورت کی کہ اس خطرے کا سد باب کس طرح کیا جائے۔ ایک فریق کی رائے یہ تھی کہ اس شخص کو بیڑیاں پہنا کر ایک جگہ قید کر دیا جائے اور جیتے جی رہا نہ کیا جائے، لیکن اس رائے کو قبول نہ کیا گیا۔ کیونکہ کہنے والوں نے کہا کہ اگر ہم نے اسے قید کر دیا تو اس کے ساتھی قید خانے سے باہر ہوں گے وہ برابر اپنا کام کرتے رہیں گے اور جب ذرا بھی قوت پکڑ لیں گے تو اسے چھڑانے کے لیے جان کی بازی مگائیں جس میں دریغ نہیں کریں گے۔ دوسرے فریق کی رائے یہ تھی کہ اسے اپنے ہاں سے نکال دو پھر جب یہ ہمارے درمیان نہ رہے تو ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں کہ کہاں رہتا ہے اور کیا کرتا ہے بہر حال اس کے وجود سے ہمارے نظام زندگی میں خلل پڑنا تو رہند ہو جائے گا۔ لیکن اسے بھی یہ کہہ کر رو کر دیا گیا کہ یہ شخص جاویدا آدمی ہے۔ دلوں کو موہ لینے میں اسے بلا کا کمال حاصل ہے اگر یہ یہاں سے نکل گیا تو نامعلوم عرب کے کون کن قبیلوں کو اپنا پیر و بنلے گا اور پھر کتنی قوت حاصل کر کے قلب عرب کو اپنے اقتدار میں لانے کے لیے حملہ آور ہو گا۔ آخر کار ابو جہل نے یہ رائے پیش کی کہ ہم اپنے تمام قبیلوں میں سے ایک ایک عالی نسب تیز دست جوان منتخب کریں اور یہ سب مل کر یکبارگی محمد پر ٹوٹ پڑیں اور اسے قتل کر دیں۔ اس طرح محمد کا خون تمام قبیلوں پر تقسیم ہو جائے گا اور بنی عبد مناف کے لیے ناممکن ہو جائے

گا کہ یہ سب سے بڑھ سکیں۔ اس لیے مجبوراً انہوں نے یہاں پر فیصلہ کرنے کے لیے راضی ہو جائیں گے۔ اس واقعے کو سب نے پسند کیا۔ قتل کے لیے آدمی بھی نامزد ہو گئے اور قتل کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ جرات اس کام کے لیے تجویز کی گئی تھی اس میں ٹھیک وقت پر قاتلوں کا گروہ اپنی ڈیوٹی پہنچ بھی گیا لیکن آپ عین اس وقت رات کو، جو قتل کے لیے مقرر کی گئی تھی، مکہ سے نکل کر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد وودوچار چار کر کے پہلے ہی مدینہ جا چکی تھی۔ مکہ میں صرف وہی مسلمان رہ گئے تھے جو بالکل بے بس تھے یا جو صرف دل میں ایمان چھپائے ہوئے تھے اور ان پر کوئی بھروسہ نہ کیا جاسکتا تھا۔ اس حالت میں جب آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کو قتل کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے تو آپ صرف ایک رفیق حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر مکہ سے نکلے اور اس خیال سے کہ آپ کا تعاقب ضرور کیا جائے گا۔ آپ نے مدینہ کی راہ چھوڑ کر جو شمال کی جانب تھی، جنوب کی راہ اختیار کی۔ یہاں تین دن تک آپ غارِ ثور میں چھپے رہے۔ ثور کے پیسے دشمن آپ کو ہر طرف ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ اطراف مکہ کی دادیوں کا کوئی گوشہ انھوں نے نہ چھوڑا جہاں آپ کو تلاش نہ کیا ہو۔ اسی سلسلہ میں ایک مرتبہ ان میں سے چند لوگ عین اس غار کے دہانے پر بھی پہنچ گئے جس میں آپ چھپے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کو سخت خوف لاحق ہوا کہ اگر ان لوگوں میں سے کسی نے ذرا آگے بڑھ کر جھانک لیا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اطمینان میں ذرا فرق نہ آیا اور آپ نے ابوبکرؓ کو یہ کہہ کر تسکین دی کہ ”غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

ہجرت مسلمانوں کا شمار ہے اور خداوند تعالیٰ کی جانب سے اپنے ماننے والوں کی صداقت اور عزم و ہمت جانچنے کا طریقہ۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی تو سب مسلمان آہستہ آہستہ مکہ چھوڑ کر مدینہ آئے اس مرحلہ پر مومنین کو جس سخت آزمائش سے گزرنا پڑا اور اس آزمائش سے جس جرأت و ہمت سے وہ گزر گئے وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

جس ظلم کے ساتھ یہ لوگ نکلے گئے اس کا اندازہ کرنے کے لیے ذیل کے چند واقعات ملاحظہ ہوں؛ حضرت صہیبؓ رومی جب ہجرت کرنے لگے تو کفارِ قریش نے ان سے کہا کہ تم یہاں خالی ہاتھ آئے تھے اور اب خوب مالدار ہو گئے ہو تم جانا چاہو تو خالی ہاتھ ہی جاسکتے ہو، اپنا مال نہیں لے جاسکتے۔ حالانکہ انھوں نے جو کچھ کمایا تھا اپنے ہاتھ کی محنت سے کمایا تھا۔ کسی کا دیا نہیں کھاتے تھے آخر وہ غریب دامن جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اور سب کچھ ظالموں کے حوالے کر کے اس حال میں مدینہ پہنچے کہ تن کے کپڑوں کے سوا ان کے پاس کچھ نہ تھا۔



حضرت ام سلمہؓ اور ان کے شوہر ابو سلمہؓ اپنے دودھ پیتے بچے کو لے کر ہجرت کے لیے نکلے۔ بنی مغیرہ (ام سلمہ کے خاندان) نے راستہ روک لیا اور ابو سلمہ سے کہا کہ تمہارا جہاں جی چاہے پھرتے رہو مگر ہماری ٹرکی کو لے کر نہیں جاسکتے۔ مجبوراً بیچارے بیوی کو چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر بنی عبدالاسدؓ (ابو سلمہ کے خاندان والے) آگے بڑھے اور انہوں نے کہا کہ بچہ ہمارے قبیلہ کا ہے، اسے ہمارے حوالے کر دو اس طرح بچہ بھی ماں اور باپ دونوں سے چھین دیا گیا۔ تقریباً ایک سال تک حضرت ام سلمہؓ رہنے پچھے اور شوہر کے غم میں تڑپتی رہیں اور آخر بڑی مصیبت سے بچے کو حاصل کر کے مکہ سے اس حال میں نکلیں کہ اکیلی عورت گود میں بچہ لیے اونٹ پر سوار تھیں اور ان راستوں پر جا رہی تھیں جہاں سے مسلح قافلے بھی گزرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ عیاش بن ربیعہؓ ابو جہل کے ماں جائے بھاٹی تھے۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے۔ پیچھے ابو جہل اپنے ایک بھائی کو ساتھ لے کر جا پہنچا اور بات بنائی کہ ماں جان نے قسم کھالی ہے کہ جب تک عیاش کی شکل نہ دیکھ لوں گی نہ دھوپ سے سائے میں جاؤں گی اور نہ سر میں لکھی کدوں گی۔ اس لیے تم بس چل کر انھیں صورت دکھا دو پھر واپس آ جانا۔ وہ بیچارے ماں کی محبت میں ساتھ ہو لیے راستے میں دونوں بھائیوں نے ان کو قید کر لیا اور کتے میں انھیں لے کر اس طرح داخل ہوئے کہ وہ رستیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور دونوں بھائی پکارے جا رہے تھے کہ اے اہل مکہ! اپنے ان نالائق لوطیوں کو یوں سیدھا کر دو جس طرح ہم نے کیا ہے۔ کافی مدت یہ بیچارے قید رہے اور آخر کار ایک جانا باز مسلمان انھیں نکال لانے میں کامیاب ہوا۔

مسلمانوں کا یہ عمل اس بے مثال اخلاقی تربیت کا براہ راست نتیجہ تھا جو مکی زندگی کے پورے دور میں قرآن کی راہنمائی میں نبی کریمؐ نے ان کو دی۔ ان کو بتایا گیا تھا کہ ہجرت کرنے میں فکر جان کی طرح فکر روزگار سے بھی پریشان نہ ہونا چاہیے۔ آخر یہ بے شمار سچے نیک و پرہیزگار آدمی اور آبی حیوانات جو تمہاری آنکھوں کے سامنے ہوا، خشکی اور پانی میں پھر رہے ہیں، ان میں سے کون اپنا رزق اٹھائے پھرتا ہے، اللہ ہی تو ان سب کو پال رہا ہے۔ جہاں جاتے ہو اللہ کے فضل سے کسی نہ کسی طرح رزق مل ہی جاتا ہے۔ لہذا تم یہ سوچ کر ہمت نہ ہارو کہ اگر ایمان کی خاطر گھر یا رہچھوڑ کر نکل گئے تو کھائیں گے کہاں سے۔ اللہ جہاں سے اپنی بے شمار مخلوق کو رزق دے رہا ہے، تمہیں بھی دے گا۔ ٹھیک یہی بات ہے جو سیدنا مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمائی تھی۔ انھوں نے فرمایا:

”کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھے گا اور دوسرے سے محبت یا ایک سے ملتا رہے گا اور دوسرے کو ناچیز بنائے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت



**Monthly MOHADDIS Lahore-16****ISLAMIC RESEARCH COUNCIL**

✱ عباد اور تعصب قوم کے لیے زمرِ لاپال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر

انجامِ تقسیمِ اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

✱ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقا کو تسلیم کرنے میں نخل کا درجہ رکھتے ہیں۔

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دُقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

✱ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے۔ لیکن

دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا، حیثیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

✱ تبلیغِ دین اور نشر و اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے۔

لیکن عوام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

✱ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے۔ لیکن

عج مجاہدین سیاست سے گریز کرتے ہوئے جتنی بھی

✱ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے۔ لیکن جاہلیت

کو نشانہ اور باطل کا تقاب کرنا عینِ جہاد ہے۔

©

اگر آپ ایسا منصفانہ اور مفید لائحہ رو بہ پسند کرتے ہیں تو :

## مَحَلَّتْ

کا مطالعہ فرمائیے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و مہاسن سے مزین پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فی پرچہ ۱/۵۰ روپے

زیر سالانہ ۱۵ روپے